داغِ دل کا اُجالا

غضنفر

اکادمی برائے فروغ استعدادِ اردو میڈیم اساتذہ، نوم چاسکی کمپلیکس، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی، موبائل: 9990237388

ایک سے ایک حسین، خوب رو، تنومند، طرح دار، وفا شعار اور جاں نثار داشتاؤں کے ہمراہ ہم آغوشی کے باوجود شہزادے کا جی نہیں بھرا۔ اس کا دل اچاٹ رہا۔ اسے کہیں کچھ کمی محسوس ہوتی رہی۔ کوئی خلا اس کے اندر خالی پن بوتا رہا۔ اسے نا آسودگی کی کیفیت سے دوچار کرتا رہا۔ اس کے رگ و پے میں بے کیفی گھولتا رہا، اسے حالتِ اضطراب سے گزارتا رہا۔ شہزادہ ہر طرح کی دادِ عیش پانے اور بھرپور زندگی گزارنے کے بعد بھی خود کو ادھورا محسوس کرتا رہا۔ اس نے اپنی اس کیفیت کا ذکر اپنے ایک دوست سے کیا تو وہ دوست کسی تجربہ کار حکیم کی طرح فوراً بیماری کی جڑ تک پہنچ گیا اور شہزادے کی طرف محبت کی نظر سے دیکھتے ہوئے بولا

''تجھے کسی ایسی عورت کی ضرورت ہے جو تیرے پہلو میں لیٹے تو یہ نہ لگے کہ کوئی داشتہ لیٹی ہے یا کوئی کنیز خدمت پر مامور ہے بلکہ یہ محسوس ہو کہ جو پہلو سے لگا ہے وہ اپنی پسلی سے پیدا ہوا ہے۔ وہ تجھ سے اس طرح ہم آہنگ ہو جائے کہ تیرے جسم و جان میں روشنی بھر جائے۔ اس طرح جیسے دو تاروں کے ملنے سے بلب جل اُٹھتا ہے۔ جو کبھی پہلو سے سرک جائے تو خالی جگہ میں انگارے بھر جائیں۔ پہلو میں کانٹے چبھنے لگیں۔ دل میں درد پیدا ہو جائے۔ رگوں میں اضطراب دوڑ جائے۔ بدن کروٹ پہ کروٹ لینے لگے۔ بستر سلوٹوں سے بھر جائے۔''

''کیا ایسا بھی کوئی ہوتا ہے جس کے پاس آنے اور دور جانے سے ایسا کچھ ہو جاتا ہے؟''

شہزادے نے دوست کی طرف تجسّس سے دیکھتے ہوئے پوچھا:

''ہاں، ہوتا ہے۔'' دوست نے نہایت ہی پراعتماد لہجے میں جواب دیا

''ایسا شخص کب اور کہاں مل سکتا ہے؟'' شہزادے کا لہجہ اور بھی متجسّس ہو گیا۔

''کبھی بھی اور کہیں بھی'' دوست کے لہجے کا اعتماد برقرار رہا۔

''کیا ایسے شخص کا کوئی اتا پتا نہیں مل سکتا؟'' شہزادے کا تجسّس بڑھتا گیا

''نہیں۔'' دوست کے لہجے کی مضبوطی قائم رہی۔

''کیوں؟''

''اس لیے کہ ایسی شخصیت کا کوئی اتا پتا نہیں ہوتا۔ ایسی ذاتِ دلنواز کو تو ہوا کا کوئی جھونکا لاتا ہے اور اچانک کہیں بھی اور کبھی بھی کسی سے ملوا دیتا ہے۔''

''اس کے لیے کیا مجھے کچھ کرنا چاہیے؟''

''ہاں کرنا چاہیے؟''

''کیا کرنا چاہیے۔''

''انتظار۔''

شہزادہ اس یقین کے ساتھ انتظار کرنے لگا کہ ایک دن ایسا کوئی ضرور آئے گا جو اس کے خلا کو مٹا دے گا۔ اس کے خالی پن کو بھر دے گا۔ اس کی بے کیفی کو دور کر دے گا۔ اس کے اضطراب کو اس کے سینے سے بھگا دے گا۔ اسے آبِ آسودگی سے سیراب کر دے گا۔

جلد ہی وہ دن آ گیا۔ شہزادے کا اضطراب ٹھہر گیا۔ اسے محسوس ہوا جیسے اس کا خالی پن بھرنے لگا ہے۔ اس کے رگ و ریشے میں آسودگی اترنے لگی ہے۔ اس کی بے کیفی دور ہونے لگی ہے۔

یہ سب کچھ اس لیے ممکن ہوا کہ اچانک ایک دن اس کی آنکھوں کے سامنے ایک ملکوتی چہرہ اُبھر آیا۔ یہ پُراسرار اور پُراثر چہرہ اس کنیز کا چہرہ تھا جو ابھی ابھی اس کی خدمت پر مامور کی گئی تھی۔ یہ نئی کنیز اس رقاصہ کی بیٹی تھی جو شہزادے کے شاہی دربار میں رقص کیا کرتی تھی۔ دربارِ شاہی کے دستور کے مطابق جب کسی خادمہ یا کسی داشتہ کی کوئی اولاد جوانی کی دہلیز پر قدم رکھتی تھی تو اسے بادشاہ یا کسی شہزادے کی خدمت پر مامور کر دیا جاتا تھا۔ اس طرح درباری رقاصہ کی یہ جوان بیٹی شہزادے کی خدمت کرنے والی کنیزوں کی صف میں شامل ہو گئی تھی۔ تو وہ کنیز اور ایک ناچنے گانے والی کی بیٹی، مگر نہ جانے اس میں ایسی کیا کشش تھی کہ اسے دیکھتے ہی شہزادہ مبہوت ہو گیا۔ حرم میں داخل ہوتے ہی وہ شہزادے کی نگاہ کا مرکز بن گئی۔ وہ شہزادے کی کنیز تھی، اس کی خدمت کے لیے رکھی گئی تھی، وہ خدمت کے لیے دل و جان سے تیار بھی تھی، مگر شہزادہ اس سے وہ کام نہ لے سکا جو کام وہ اپنی دوسری کنیزوں سے لیا کرتا تھا۔ ضرور اس میں ایسی کوئی شے تھی جو اسے دوسری کنیزوں سے مختلف بناتی تھی اور جس کے سبب شہزادے کے اندر وہ خواہش بیدار نہ ہو سکی جو دوسری کنیزوں اور داشتاؤں کے لیے اس کے دل میں جاگا کرتی تھی۔ یہ بات نہیں تھی اس سے ہم آغوش ہونے کی خواہش شہزادے کے اندر پیدا نہیں ہوتی تھی یا اس کنیز کا لمس اسے بے تاب نہیں کرتا تھا۔ ایسی

خواہشیں اس کے اندر بھی بھر پور انگڑائیاں لیتی تھیں۔قرب کے لمس کی تمنّا اسے بھی بے تاب کرتی تھی،مگر وہ اپنی انگڑائیاں اس طرح نہیں توڑنا چاہتا تھا جس طرح دوسری کنیزوں کے سامنے توڑتا تھا۔اسے اپنے قریب اس طرح نہیں رکھنا چاہتا تھا جس طرح وہ اوروں کو رکھتا تھا۔وہ چاہتا تھا کہ وہ اس کے پاس رہے،مگر اس طرح نظر نہ آئے جس طرح دوسری کنیزیں اور داشتائیں اس کے پاس نظر آتی ہیں،وہ اس کے پاس الگ انداز سے رہے۔دور رہ کر بھی قریب رہے۔دیکھنے والوں کو بھی وہ سب سے الگ محسوس ہو۔اس کا بھی دل چاہتا تھا کہ وہ ہر وقت اس کی آنکھوں کے سامنے رہے۔ایک لمحے کے لیے بھی اس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو۔اس کی یہ خواہش اتنی شدید تھی کہ اس کی فرقت اسے مضطرب کر دیتی تھی۔آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہی وہ تڑپ اٹھتا تھا۔

وقت کے ساتھ ساتھ شہزادے کی بے تابی بڑھتی گئی۔

اس نے اپنے دوست کو اپنا یہ حال بتایا تو دوست بولا

''یہی وہ شخصیت ہے جس کا ذکر میں نے کیا تھا۔خدا کا شکر ہے کہ بہت جلد ہوا کا جھونکا اس لمس کو تیرے پاس لے کر آ گیا جس کے مس ہوتے ہی خالی پن بھر جاتا ہے۔بے کیفی ہوا ہو جاتی ہے۔آسودگی رگ و پے میں رچ بس جاتی ہے۔''

''بالکل بجا فرمارہے ہو،جب سے وہ میرے قریب آئی ہے لگتا ہے جیسے میرے اندر کا خالی پن ہوا ہو گیا ہو،میرے دل و دماغ کو لطف و انبساط کا کوئی خزانہ مل گیا ہو۔ایک عجیب طرح کا اطمینان محسوس کر رہا ہوں۔کیف و سرور کی کیفیت سے محظوظ ہو رہا ہوں۔جی چاہتا ہے اسے اپنے پاس سدا کے لیے رکھ لوں،اسے اپنے پاس سے کبھی جانے نہ دوں مگر ——''

''مگر کیا؟''

''مگر یہ کہ جب بھی ایسا سوچتا ہوں امّاں حضور سامنے آجاتی ہیں۔ابّا حضور کے برابر طلائی تاج پہنے ہوئے امّاں حضور نظر آنے لگتی ہیں۔امّاں حضور جنھیں پورا دربار ابّا حضور کے برابر تخت پر جلوہ افروز دیکھتا ہے۔امّاں حضور جو بادشاہ کی بیٹی ہیں۔امّاں حضور جو ایک حکمراں کی پوتی ہیں۔امّاں حضور جو ایک شہنشاہ کی نواسی ہیں۔امّاں حضور جو چلتی ہیں تو آس پاس کے لوگ اپنی نظریں نیچی کر لیتے ہیں۔امّاں حضور جن کا ابّا حضور بھی احترام کرتے ہیں اور پہلو میں بٹھا کر فخر محسوس کرتے ہیں،''

''تو؟''

''تو کیا شاہی دربار میری کنیزِ خاص کو بھی اس انداز سے دیکھے گا جس انداز سے امّاں حضور کو دیکھتا ہے؟''

''یہ سوال تو ہے اور میں اس سوال کی نزاکت اور اس نزاکت کی نیزے جیسی چبھن کو بھی محسوس کر سکتا ہوں،مگر ایک سوال یہ بھی ہے کہ کیا اس سوال کے لیے وہ سب کچھ چھوڑا جا سکتا ہے جو مل رہا ہے اور جس کے نہ ملنے سے یا چلے جانے سے بہت کچھ تباہ و برباد ہو سکتا ہے۔یہاں تک کہ شخصیت بھی مجروح ہو سکتی ہے۔''

''کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ اسے وقت پر چھوڑ دیا جائے جو ہونا ہے ہو جائے گا؟''مستقبل کے اندیشوں کے لیے حال کے خوش گوار لمحوں کو کیوں ضائع کیا جائے؟

''تم ایسا اس لیے سوچ رہے ہو کہ تم وہاں نہیں ہو جہاں بدقسمتی یا خوش قسمتی سے میں ہوں۔اگر تم میری جگہ ہوتے تو شاید یہ بات اتنی آسانی سے نہیں کہتے۔میرے سر کی ٹوپی پر جو یہ ہیرے جگمگا رہے ہیں کبھی کبھی یہ اتنا گہرا اندھیرا پیدا کر دیتے ہیں کہ تاریکی سے باہر نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔خیر اس کے سوا دوسرا کوئی چارہ بھی نہیں کہ فی الحال تمھارے مشورے پر عمل کیا جائے۔

اُدھر کنیز کو بھی اس حقیقت کا احساس ہو گیا تھا کہ شہزادہ اسے اس طرح نہیں دیکھتا جس طرح دوسری کنیزوں کو دیکھتا ہے۔اس کے ساتھ اس طرح پیش نہیں آتا جس طرح اوروں کے ساتھ پیش آتا ہے۔شہزادے کا سلوک اس کے ساتھ ویسا نہیں ہے جو دوسری کنیزوں اور داشتاؤں کے ساتھ ہوتا ہے۔اس کے تئیں شہزادے کا جو برتاؤ ہے اس میں ایک خاص طرح کا وصف ہے۔اس میں نگاہِ خاص ہے،ایک مخصوص قسم کی چاہت ہے۔ایک ایسا والہانہ جذبہ ہے جو سب کے لیے نہیں ہوتا ہے۔صرف کسی کسی کے لیے ہوتا ہے۔صرف اس کے لیے ہوتا ہے جو کسی سبب سے خاص بن جاتا ہے۔شہزادے کے اس وصف نے کنیز کو کنیز کے علاوہ بھی کچھ ہونے کا احساس دلا دیا تھا اور اس احساس نے آقا اور کنیز کے درمیان ایک اور رشتے کو جنم دے دیا تھا اور وہ رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا جا رہا تھا۔کنیز کو بھی ہر لحہ شہزادے کے منہ سے وہ سب کچھ سننے کا انتظار رہنے لگا تھا جسے وہ شہزادے کی آنکھوں میں پڑھا کرتی تھی۔وہ بھی چاہتی تھی کہ اسے شہزادے کا دائمی قرب مل جائے۔اس کی آغوش کی گرمی سے اس کا بدن پگھل جائے۔وہ شہزادے کی باہوں کے شکنجے میں کس جائے۔شہزادہ اسے جس سانچے میں ڈھالنا چاہے وہ اس سانچے میں ڈھل جائے۔

دونوں چاہتے تھے کہ وہ پوری طرح ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو جائیں۔ایک دوسرے میں گھل مل جائیں۔درمیان کی دوری مٹ جائے۔دونوں کا درد دور ہو جائے،مگر ان کا درد درد ہی رہا۔کنیز کا درد تو حجاب میں چھپ گیا،مگر شہزادے کے دل کا داغ چھپ سکے اتنی وسعت شعری حجاب میں بھی نہ تھی۔اس نے چھپانا تو چاہا،مگر دل کا داغ شعر بن کر روشن ہو گیا:

سنانے کے قابل جو تھی بات ان کو
وہی رہ گئی درمیاں آتے آتے

OO